لطیفہ ۴۸

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کی تفصیل[1]
نیز بعض اختلافی پینے کی چیزوں کا بیان

حضرت قدوۃ الکبرأ فرماتے تھے کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) ہر شخص کی حیثیت کے مطابق مختلف قسم کا ہوتا ہے پہلے ہاتھ سے امر بالمعروف کرے۔ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو زبان سے کہے اگر زبان سے نہ کہہ سکے تو دل میں برا جانے اور یہ دلی کراہیت اس طرح کی ہو کہ گناہ کرنے والا متنبہ ہوجائے کہ حکم دینے والے کو میرا فعل پسند نہیں آیا۔ اہل ظاہر کے تعلق سے یہ دلی کراہیت امر بالمعروف کا ادنیٰ ترین درجہ ہے۔ ہم اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہیں۔

امیروں، حاکموں اور منصب داروں کے تعلق سے امر بالمعروف یہ ہے کہ طاقت استعمال کریں جیسے کہ قاضی اور محتسب کرتے ہیں۔ علما زبان سے امر بالمعروف کرتے ہیں، اس سلسلے میں وہ آیات و احادیث کا حوالہ دیتے ہیں نیز تمثیلوں اور حکایتوں سے وضاحت کرتے ہیں چنانچہ متعلقہ شخص (اپنی غلطی پر) متنبہ ہوجاتا ہے۔ عوام الناس کا تعلق دل سے ہے۔ یہ منصب داروں اور مددگاروں سے کم تر درجے کے ہوتے ہیں۔ ان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ دل میں برے کام کو برا خیال کریں، لیکن سچّی بات یہ ہے کہ دل کے توسط سے امر بالمعروف عوام الناس کا کام نہیں ہے بلکہ یہ اُن حضرات کا کام ہے جو مرتبۂ دل پر فائز ہیں اور اپنے اسباب کو آب وگل کی پستی سے نکال کر اصل بلندی پر لے آئے ہیں۔[2]

اگر اہل دل اشارا کریں تو امر بالمعروف کجا، سارا عالم درہم برہم ہوجائے۔ سبحان اللہ! دل کا عالم بھی کتنا وسیع عالم ہے کہ تمام عوالم پر متصرف ہے اور تمام عالم پر احکام نافذ کرنے والا حاکم ہے۔

---

[1] احقر مترجم نے آئندہ صفحات میں حکم کردہ کام کے لیے ''امر بالمعروف'' اور منع کردہ کام کے لیے ''نہی عن المنکر'' کی معروف اصطلاح استعمال کی ہے۔

[2] مطبوعہ نسخے (ص ۲۵۸) میں جملہ یہ ہے ''از حفیض آب وگل ندروہ ساحل رخت کشیدہ'' اور خطی نسخے میں ''از حضیض آب وگل برزوۂ اصل رخت کشیدہ نقل کیا گیا ہے ''ندروہ'' یا ''برزوۂ'' دونوں سے کوئی مفہوم برآمد نہیں ہوتا۔ غالبًا یہ لفظ ''ذردہ'' ہے جس کی جمع ذری ہے۔ ذردہ کے معنی ہیں، اونچی چیز اور چوٹی۔ اس قیاسی تصحیح کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے۔

ابیات:

برتر از دل نیستِ عالم در جہاں
ہر کہ دارد عالمِ دل بادشاست

ترجمہ: دنیا میں عالمِ دل سے برتر کوئی عالم نہیں ہے۔ جو شخص عالمِ دل رکھتا ہے بادشاہِ وقت ہے۔

دردو عالم یک دلے باید کہ او
نافذِ احکام امر انتہاست

ترجمہ: دونوں جہانوں میں بس ایک دل درکار ہے۔ وہی آخر تک معروف کے احکام نافذ کرنے والا ہے۔

بادشاہے عالمِ دل را مثال
درہمہ روئے زمیں عالم رداست

ترجمہ: عالمِ دل کے بادشاہ کی مثال یہ ہے۔ جیسے عالمِ دل ایک چادر ہے جس نے تمام روئے زمین اپنے اندر لے لیا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لایق وہ شخص ہوتا ہے جو شریعت کی تمام باریکیوں کا عالم ہو اور اُن تمام باریکیوں پر عمل کرتا ہوتا کہ وہ اس تنبیہ کے تحت نہ آسکے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ۔ ؎ (ترجمہ: کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں)۔ یہ امر (علم اور عمل) بعضوں کے نزدیک شرط ہے اور بعضے قیاس سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں، میرے لیے ہدایت کے علاوہ بزرگی ہے اور تیرے لیے (محض) ہدایت ہے۔ پس جب تیرا نفس ہی راہِ راست پر نہیں ہے تو تو دوسرے کا نفس کیوں کر ٹھیک کر سکے گا۔ یہ بات مشہورِ عوام ہے کہ ناپ کی لکڑی کا سایہ درست نہیں ہوتا۔ مثنوی:

اے برادر گر تو خواہی کرد امر
نہی کن اوّل تو امر خویش را

ترجمہ: اے بھائی اگر تو امر بالمعروف کرنا چاہتا ہے، تو پہلے اپنے امر (نفس) کی نفی کر

گر ترا قوتیست صافی خود بخور
بعدازاں چیزے بدہ درویش را

ترجمہ: اگر تجھے پاک غذا میسر ہے تو پہلے خود نوش کر اس کے بعد درویش کو دے (دل کو پاک کرکے ہدایت کر)۔

؎ پارہ ۲۸۔ سورہ الصّف، آیت ۳۔

تخمِ صافی بایدت اے درنخست
تادہد بر از برائے پیش را

ترجمہ: اے شخص پہلے تجھے پاک صاف بیج فراہم کرنا ہے تاکہ تو اس سے حاصل کردہ (پاک صاف) پھل دوسرے کو پیش کرسکے۔ شعر!

فاقلموا المرء علیٰ فعله
وانت منسوب الیٰ مثله

ترجمہ: پس تم کسی شخص کے فعل پر اعتراض نہ کرو۔ تمہارا اعتراض اس وقت صحیح ہوگا جب تم سے اسی طرح کا فعل منسوب نہ کیا جائے (تم ایسے فعل سے مبرا ہوجاؤ)

حقیقت یہ ہے کہ ہدایت کرنے کے لیے معصوم ہونا شرط نہیں ہے کیونکہ اگر یہ شرط عائد کی جائے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ جب صحابہؓ معصوم نہ تھے تو دوسرے لوگ کس طرح معصوم ہوسکتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں امر بالمعروف نہیں کروں گا جب تک خود اُن پر عمل نہ کروں اور نہی عن المنکر بھی نہیں کروں گا جب تک منع کردہ کاموں سے چھٹکارا نہ پالوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، **بل مروا بالمعروف ان لم تعملوا به كله وانهوا منه عن منكرو ان لم تجتنبوا كله**، (بلکہ دوسروں کو نیک باتوں کا امر کرو اگرچہ تم تمام پر عمل نہ کرو اور برے کاموں سے منع کرو اگرچہ تم اُن تمام برے کاموں سے پرہیز نہ کرسکے۔) اسی طرح سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر صرف وہی شخص کرسکتا ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو تو پھر امر بالمعروف کا فرض ادا نہیں ہوسکتا، لیکن بزرگوں نے کہا ہے کہ واعظ لوگوں کو ان کے علم کے مطابق، ان کی بدکاری کے بارے میں امر کرسکتا ہے بشرطیکہ اس نے اپنی اصلاح کرلی ہو، اور لوگوں کے دلوں پر زیادہ چڑھائی نہ کرے، اس سے زیادہ ذمے داری نہیں ہے۔

بزرگوں نے آیتِ پاک **لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْن**[1] (ترجمہ: کیوں کہتے ہو وہ بات جو کرتے نہیں۔) کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اس سے مراد جھوٹا وعدہ ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے دو باتیں اہم ہیں ایک عام لوگوں سے میل جول کم ہوتا ہے کہ اسے زیادہ رحم نہ آئے اور دوسرے یہ کہ وہ لوگوں سے طمع نہ رکھے تاکہ ڈھیل دینے کی نوبت نہ آئے۔

منقول ہے کہ ایک بزرگ نے بلی پال رکھی تھی۔ اس کے لیے ہر روز قصائی سے جو ان کا ہمسایہ تھا گوشت کا ٹکڑا لے کر آتے تھے۔ ایک روز انہوں نے قصّاب کا ایک منع کردہ عمل دیکھا۔ وہ بزرگ گھر آئے اور اس بلی کو گھر سے نکال دیا۔ اس

---

[1] پارہ۔ ۲۸، سورہ الصّف آیت، ۳۔

کے بعد وہ قصّاب کے پاس گئے اور اُس برے فعل سے منع کیا۔ قصّاب نے کہا، اب میں آپ کی بلی کے لیے گوشت نہیں دوں گا۔ اُن بزرگ نے فرمایا، میں نے پہلے بلی کو گھر سے باہر کیا ہے تب تمہیں معروف کا حکم دیا ہے۔

ایسے امر بالمعروف کو جس سے وحشت اور ڈانٹ ڈپٹ کی نوبت آجائے، ترک کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ جب کام کے سبب قتل وخوں ریزی کی نوبت آجائے تو امر بالمعروف کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے۔ یہ حدیث ہے کہ ایک عالم نے بادشاہ کو معروف کا حکم دیا، بادشاہ نے اسے قتل کروا دیا۔ **یکون افضل الشهداء** (افضل الشہدا ہوگیا)۔

ایک مرتبہ لوگ امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سامنے ایک مستِ شراب کو لائے۔ آپ نے اس پر حد جاری فرما دی۔ جب حد جاری ہوئی تو اس نے آپ کو گالی دی، امیر المومنین نے حد روک دی اور فرمایا کہ خدا کے معاملے میں خودی کو کس لیے شریک کروں۔ اگر کوئی شخص گھر میں گناہ کے کام کرے تو اس سے پوچھ گچھ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے، **وَلاَ تَجَسَّسُوْا**[1] (اور عیبوں کی جستجو نہ کرو)۔

امیر المومنین حضرت عمرؓ ہی سے متعلق یہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص اپنے گھر میں دروازہ بند کر کے نامناسب افعال کا مرتکب ہوتا تھا۔ جب آپ کو اس کے نامناسب کاموں کی اطلاع ہوئی تو آپ دیوار کود کر مکان میں داخل ہوئے اور شریعت کا حکم بجا لانے پر اصرار کیا۔ مالکِ مکان آپ کے روبرو پیش ہوا اور عرض کیا کہ اگر میں نے ایک سبب سے غیر شرعی کام کیا ہے تو آپ نے کس بنا پر یہ غیر شرعی کام کیے ہیں۔ پہلا کام یہ کہ آپ نے حکم الٰہی **لاتجسسوا** کے خلاف یہ معلوم کیا کہ گھر میں گناہ کے کام ہوتے ہیں اور دوسرا کام یہ کہ آپ بند مکان کی دیوار پھاند کر اندر آئے۔ یہ فعل اس حکم الٰہی کے خلاف ہے، **وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا۔**[2] (اور آؤ گھروں میں ان کے دروازوں سے) تیسرا فعل یہ کہ بغیر اجازت مکان میں داخل ہوئے، یہ عمل بھی خلافِ حکم ہے، **لَاتَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْ نِسُوْا۔**[3] (اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو۔) امیر المومنین حضرت عمرؓ متنبہ ہو گئے۔

حضرت قدوۃ الکبرؒ فرماتے تھے، امر بالمعروف اور وعظ کے سلسلے میں صوفی کو خاص طور پر نرم مزاج اور نفع رساں ہونا چاہیے۔ ایک روز ایک شخص نے خلیفہ مامون (عباسی) کو سخت لہجے میں نصیحت کی۔ مامون نے اس سے کہا کہ ذرا نرمی سے بات کرو (کیا معلوم) اللہ تعالیٰ (نصیحت کرنے کے لیے) کسی ایسے شخص کو بھیج دے جو تجھ سے بہتر ہو، اور اُن کے لیے جو مجھ سے اور تجھ سے بدتر ہوں۔ اُسی اللہ نے حکم دیا ہے، **فَقُوْ لَالَهٗ قَوْلاً لَّیِّنًا**[4] (پس اس سے (فرعون سے) نرم بات کہیں)۔ اگر نصائح اور وعظ میں نرمی اور نفع رسانی کا رویہ اختیار کریں تو یہ ممکن ہے کہ جس کو نصیحت کی گئی ہے وہ برے کام کرنا چھوڑ دے۔

---

[1] پارہ۲۶۔ سورہ الحجرات، آیت ۱۲ [2] پارہ ۲۔ سورہ البقرہ، آیت۱۸۹

[3] پارہ۱۸۔ سورہ نور، آیت ۲۷ [4] پارہ۱۶۔ سورہ طٰہٰ، آیت ۴۴۔

ایک درویش کشتی میں بیٹھے ہوئے سفر کر رہے تھے۔ دوسری جانب نوجوانوں کی ایک ٹولی فسق و فجور کے آلات اور سامان کے ساتھ دوسری کشتی میں سوار ہوئے۔ جب دونوں کشتیاں آمنے سامنے ہوئیں تو درویش کے اصحاب نے عرض کیا کہ یہ لوگ فسق و فجور میں مشغول ہیں، شیخ ان کی ہلاکت کی دعا کریں۔ شیخ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے اللہ! ان کو تمام وقت خوش وخرم رکھنا۔ جوں ہی درویش نے دعا کی، جوانوں کے دل پر اس کا اثر ہوا۔ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فسق و فجور کے آلات اور سامان دریا میں غرق کر دیئے۔ شیخ کے قدموں میں اپنے سر رکھ دیئے اور تائب ہوگئے۔

اسی سلسلے میں ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک درویش کا مرید تھا جو بہت سی خوبیوں اور نیکیوں سے آراستہ تھا۔ ایک روز لوگوں نے انہیں اطلاع دی کہ آپ کے اُس مرید نے توبہ توڑ دی ہے اور فسق و فجور کے مختلف کاموں میں مشغول رہتا ہے۔ درویش یہ باتیں سن کر انتہائی حلم اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ گھر سے نکلے اور مرید کی طرف روانہ ہوئے۔ اتفاق سے مرید راستے ہی میں مل گیا۔ شیخ کو دیکھ کر شرم کے احساس سے اپنا منہ دیوار کی طرف کرلیا۔ اُن بزرگ نے مرید کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، تم بازاروں میں اور نامناسب جگہوں پر، غیر شرعی کام کیوں کرتے ہو۔ میرے گھر چلو، وہاں حجرے میں ہم نے فسق و فجور کی چیزیں مہیا کر رکھی ہیں۔ مرید بے حد شرمندہ ہوا، شیخ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور ازسرنو توبہ کی۔ فرماتے تھے کہ مشائخ نے اس طرح نہایت خیرخواہی اور نرمی سے امر بالمعروف کا کام انجام دیا ہے۔ یہ بے حد مفید اور آزمودہ طریقہ ہے۔

حضرت قدوۃ الکبریٰؒ فرماتے تھے کہ صوفیہ اگر اپنے مریدین میں نامناسب باتیں دیکھتے ہیں تو اشارتاً اور کنایۃً وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایسی حکایتیں بیان کرتے ہیں جو مرید کے حسبِ حال ہو جسے سن کر مرید خبردار ہوجاتا ہے، اپنے برے کاموں سے رجوع کرلیتا ہے۔ توبہ کرتا ہے اور پھر برے فعل کا مرتکب نہیں ہوتا۔

پینے کی مختلف چیزوں کا بیان

مجلس میں مشروبات کا ذکر آ گیا۔ آپ نے فرمایا کہ سب لوگ اس پر متفق ہیں کہ شراب عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔ کسی نے یہ بات نہیں کہی کہ شراب (عقل سے) دور کر دیتی ہے۔ اسی بنا پر فلسفی شراب پینے کو مباح قرار دیتے ہیں، (اور کہتے ہیں) کہ اگر کسی نے اس مقدار میں شراب پی ہو جس سے عقل زایل نہ ہو تو مباح ہے۔ (اسی لیے) ہم اس قدر شراب پیتے ہیں کہ عقل زایل نہیں ہوتی۔ **الخمر ما خامر الغفل** یعنی شراب فاتر عقل نہیں ہے۔ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ نشہ وہ ہے جو فاتر عقل ہو۔ ہم اس حکمت کے ساتھ شراب پیتے ہیں کہ عقل زایل نہیں ہوتی، لیکن اہل سنت و جماعت اس

پر متفق ہیں کہ خمر بعینہ حرام ہے۔ قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے فَاِنَّهٗ رِجسٌ [۱] (بیشک وہ ناپاک ہے)۔ شراب کی حرمت کا حکم اس بناء پر نہیں دیا گیا ہے کہ وہ عقل کو زائل کرتی ہے بلکہ اسے قطعی طور پر ناپاک قرار دیا ہے۔

اب ہم فلاسفہ کو جواب دیتے ہیں۔ نص میں (خمر) حرام ہونے کی علت فتورِ عقل ہے اور تم نص کے مقابلے میں (اپنی) علت بیان کرتے ہو، پس یہ باطل (فکر) ہے، البتہ علما کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض مباح (جایز) قرار دیتے ہیں اور بعض جایز کرنے کے قائل ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جانب اشارہ فرمایا ہے **الخمر هاتين شجر تين** یعنی شراب دو درختوں (خرما اور انگور) سے ہے۔ (اگر اس کا یہ مطلب لیا جائے کہ) مذکورہ درختوں کی شراب خمر ہے اور باقی چیزوں سے حاصل کردہ شراب خمر نہیں ہے تو یہ لغو قیاس ہوگا اور یہ قیاس تو زیادہ لغو ہے کہ شراب فاتر عقل نہیں ہوتی۔ (مختصر یہ کہ) یہ استنباط درست نہیں ہے۔

(خرما اور انگور کی) شراب پینے کی حد اسی (۸۰) دُرے ہیں۔ دوسری شرابوں پر تعزیر ہے جو دین کے ادب کے بطور دی جائے گی تاکہ لوگ گستاخ نہ ہو جائیں، الا یہ کہ مستی کی حد میں داخل نہ ہوں، مست ہو جائیں تو حد واجب ہو جائے گی جس طرح مجرد شراب پینے پر خواہ نشہ طاری ہو یا نہیں، حد واجب ہو جاتی ہے، دوسری شرابوں کے لیے مستی شرط ہے۔

دہلی کے ایک دانشمند کا قصہ

بیان کیا گیا ہے کہ دہلی میں ایک عالم تھے جو بطور دعویٰ کہتے تھے کہ میں دعوے کے ثبوت میں روایتیں پیش کر سکتا ہوں اور فتویٰ دے سکتا ہوں کہ شراب کے گھڑے سرائے کے آگے رکھیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ بحث میں پڑنا اچھی بات نہیں ہے لیکن مفتی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ایسی باتوں کا فتویٰ دینے لگے۔ ایسے مسئلے میں جس میں دو مختلف روایتیں ہوں، ایک جائز اور دوسری حرام ظاہر کرتی ہو، مفتی کو یہ روا نہیں ہے کہ وہ حلال ہونے کا فتویٰ صادر کر دے۔ بہت سے مسائل ہیں جنہیں علما پوشیدہ رکھتے ہیں اور انہیں بیان نہ کرنا ہی فرض ہے۔ اسی بناء پر فقہ کی بعض کتابوں میں تحریر ہے کہ یہ مسئلہ جاننے کے لائق ہے فتویٰ دینے کے لائق نہیں ہے۔

کافروں سے مشابہت کا ذکر

اگر کوئی مسلمان ایسا کام کرے جو کافر بھی کرتے ہیں تو کافروں سے ایسی مشابہت کو مکروہ نہیں سمجھنا چاہیے، البتہ مکروہ اس وقت قرار دیا جائے گا جب کوئی دینی فرض کافرانہ فعل کے مشابہ ہو جائے لیکن اگر ہر وہ بات جس سے دین متاثر نہ ہو کی جائے تو اس پر مکروہ کا حکم لاگو نہ ہوگا کیونکہ محض مشابہت معتبر نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں ہر وہ فعل جس میں کافروں سے دینی

---

[۱] پارہ۔۷، سورہ المآئدہ آیت ۹۰۔

مشابہت پیدا ہوجائے، انجام بھی نہیں دیا جاتا، ہاں ایسی مشابہت ضرور مکروہ ہے جس میں دینی مشابہت پیدا ہوجائے، مطلق مشابہت مکروہ نہیں ہے۔

(مثال کے طور پر) کافر کھانا کھاتے ہیں ہم بھی کھانا کھاتے ہیں، کافر لباس پہنتے ہیں ہم بھی لباس پہنتے ہیں۔ یہ باہم دگر مشابہت ہے اور نہیں بھی ہے۔ **و من احب قوماً فھو منھم** یعنی جو شخص کسی قوم سے محبت رکھتا ہے وہ انہی میں سے ہے یہ قول اس طرح کے امور پر صادق نہیں آتا۔

انگور کی شراب کے علاوہ جتنی شرابیں ہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے اور ملکوں کی شراب میں بھی اختلاف ہے لیکن بھنگ مطلق حرام ہے کہ **البنج و الافیون حرام** یعنی بھنگ اور افیون حرام ہیں۔ افیون کے بارے میں روایت ہے کہ بے ہوشی لاتی ہے اور شراب ملا کر دیتے ہیں لیکن کوکنار سے حاصل کردہ افیون حرام نہیں ہے اگرچہ ہلاک کرنے والا زہر کہا گیا ہے (اس وجہ سے) بعض علما کے نزدیک حرام ہے، اور اس کی مانند مقوی قلب ہے۔ اگر اس میں بھنگ شامل نہ ہو تو مباح ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراؒ فرماتے تھے کہ عرب میں قہوہ ہوتا ہے۔ عرب کے سب علما، صلحا اور مشائخ قہوہ پیتے ہیں۔ اس میں بھی نشہ ہے لیکن عجیب بات یہ دیکھنے میں آئی کہ قہوے سے سب لوگ اعلیٰ و ادنیٰ رغبت رکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔